شہید اسلام
علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ

عبدالرشید عراقی

پروفیسر رشید امجد صدیقی اپنی کتاب ''گنجہائے گرانمایہ'' میں لکھتے ہیں کہ:

''موت سے کسی کو مفر نہیں'' لیکن جو لوگ ملی مقاصد کی تائید وحصول میں تادم آخر کام کرتے رہتے ہیں وہ کتنی ہی طویل کیوں نہ زندگی پائیں ان کی وفات قبل از وقت اور تکلیف دہ محسوس ہوتی ہے۔

علامہ احسان الٰہی ظہیر کو اس دنیائے فانی سے کوچ کئے ۱۹ سال کا عرصہ ہوگیا ہے۔لیکن ان کی یاد بھلائی نہیں جاسکتی۔علامہ احسان الٰہی ظہیر اپنے دم سے ایک عہد تھے، وہ اپنی ذات سے نور ایک انجمن اور ادارہ تھے اور ملت بیضا کی شمع تھے ان کے رخصت ہونے سے یہ ایک روشن چراغ گل ہوا اور اندھیرا بڑھ گیا۔ان کے دم قدم سے دنیائے علم وادب میں جو رونق تھی وہ سونی پڑگئی ایک قیمتی متاع تھی جسے موت ساتھ لے گئی۔

جمعیۃ اہلحدیث کو ان کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔اور اس وقت ضرورت محسوس ہورہی تھی تب وہ اس دنیائے فانی سے رخصت ہوگئے۔

علم وفضل کے اعتبار سے علامہ شہید اسلامی تاریخ کے ان علمائے سلف کی ایک زندہ یادگار تھے جو مسلمانوں کے عروج وزوال کے رموز سے آگاہ ہوچکے تھے اور خوب سمجھتے تھے کہ وہ کیا اسباب وعلامات ہیں جن سے حذر لازم ہے اور محتاط ہوکر چلنے میں حالات حاضرہ کا سامنا کیا جاسکتا ہے۔

علامہ شہید ایک بااصول، راست گو، راستباز، حق پسند، بیباک، نڈر، مرنجان مرنج طبیعت کے مالک اور نیک سیرت انسان تھے اور اس کے ساتھ بڑے سنجیدہ، فعال و سرگرم اور نبض شناس تھے۔تمام علوم اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، ادب، تاریخ وسیر میں ان کو یکساں قدرت حاصل تھی۔حدیث اور ادیان پر ان کا مطالعہ بہت وسیع تھا۔حدیث نبوی ﷺ کے معاملہ میں معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔

حدیث رسول ﷺ سے ان کی محبت کا ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔اور وہ واقعہ اس طرح سے ہے:

مجھے سن یاد نہیں رہا۔علامہ صاحب ایک دینی جلسہ میں پروفیسر عنایت اللہ نسیم سوہدروی میں شرکت کیلئے سوہدرہ تشریف لائے۔اور حکیم صاحب مرحوم کے مہمان ہوئے۔راقم ملاقات کیلئے حاضر ہوا۔بڑی محبت اور خندہ پیشانی سے ملے۔خیریت دریافت کی حکیم صاحب مرحوم سے ان کی جو گفتگو ہوئی۔وہ زیادہ تر مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا سید سلیمان ندوی اور مولانا ظفر علی خاں رحمھم اللہ کے دینی علمی اور سیاسی خدمات سے متعلق تھی۔آخر میں راقم نے علامہ صاحب کی خدمت میں عرض کی۔کہ میں نے آپ کو ایک مضمون مولانا حمید الدین فراہی کے حالات اور ان کی خدمات سے متعلق دیا تھا۔آپ نے ابھی تک ''ترجمان الحدیث'' میں شائع نہیں کیا۔علامہ شہید فرمانے لگے:

آپ نے شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''جماعت اسلامی کا نظریہ حدیث'' پڑھی ہے۔راقم نے اثبات میں جواب دیا۔علامہ صاحب نے فرمایا کہ کن لوگوں نے کس وقت اور کن کن احادیث کا کلی یا جزوی انکار کیا ہے۔

اور آخر میں لکھا ہے کہ:

مولانا شبلی نعمانی، مولانا حمید الدین فراہی، مولانا سید مودودی، مولانا امین احسن اصلاحی اور عام فرزندان ندوہ باستثنائے مولانا سید سلیمان ندوی کو ہم منکرین حدیث کے گروہ میں شامل نہیں کرتے۔لیکن ان کی بعض تحریروں سے احادیث کا استحقار ظاہر ہوتا ہے لیکن میں حدیث کے معاملہ میں معمولی سی مداہنت بھی برداشت نہیں کرتا۔اس لئے میں معذرت خواہ ہوں کہ میں مولانا فراہی پر مضمون ''ترجمان الحدیث'' میں شائع نہیں کرونگا۔مضمون آپ کو واپس بھیج دونگا۔آپ یہی مضمون حکیم عبدالرحیم اشرف صاحب کو بھیج دیں۔وہ اپنے اخبار ''المنبر'' میں شائع کردیں گے۔وہ مولانا فراہی کے عقیدت مندوں میں ہے

(علامہ صاحب نے مجھے مضمون واپس بھیج دیا۔اور میں نے وہ مضمون حکیم عبدالرحیم اشرف کو بھیج دیا۔اور انھوں نے ''المنبر'' میں شائع کردیا)

علامہ شہید ملکی سیاست میں بڑی بصیرت کے حامل تھے۔بڑا اچھا دل ودماغ لے کر پیدا ہوئے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے حافظہ کی غیر معمولی نعمت سے نوازا تھا۔ٹھوس اور تحقیقی مطالعہ ان کا سرمایہ علم تھا۔برصغیر اور عالم اسلام کی تمام مذہبی، دینی، قومی وملی اور سیاسی تحریکات سے انہیں مکمل آگاہی تھی۔اور اس کے ساتھ ہر تحریک کے قیام اور اسکے پس منظر سے مکمل واقفیت رکھتے تھے۔اور ہر تحریک کے بارے میں اپنی ایک ناقدانہ رائے رکھتے تھے۔

علامہ شہید بین الاقوامی شخصیت کے حامل تھے پاکستان وعالم اسلام کا علمی طبقہ ان کی شخصیت اور تبحر علمی سے بخوبی واقف تھا۔ان کی علمی وسیاسی خدمات کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔اور آپ کی خدمات کو تاریخ کبھی بھی فراموش نہیں کر سکے گی۔آپ جیسی نادرہ روزگار شخصیت کے بارے میں علامہ اقبال نے فرمایا ہے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

علامہ شہید تحریر وتقریر کے میدان کے کامیاب شہسوار تھے۔زبان وقلم میں بلا کی شگفتگی و دلآویزی تھی۔آپ کی تقریروں میں علم وروحانیت، فکر وبصیرت اور تحقیق وکاوش کے جوہروں کے ساتھ ساتھ ادب کی چاشنی اور اسلوب کی دل آویزی چمکتی دمکتی نظر آتی تھی۔آپ کے خطبات میں فکر وشعور کی پختگی، علم ودانش کی روشنی اور بلند پایہ تجربوں کا گراں قیمت اور قابل استفادہ نچوڑ معلوم ہوتے ہیں۔

آپ کے خطبات کتابی شکل میں چھپ چکے ہیں۔جو اہل علم کی نظر میں ہر اعتبار سے اہم اور منفرد قرار پائے ہیں۔

علامہ شہید نے مختلف ممالک کے تبلیغی سفر کیے۔سعودی عرب، عراق، شام، مصر، سوڈان، قطر، دوبئی، متحدہ عرب امارات، انڈونیشیا، روس، بیلجیم، سویڈن، ڈنمارک، اسپین، اٹلی، فرانس، برطانیہ، جرمنی، یوگوسلاویہ، ویانا، گھانا، کینیا، جنوبی کوریا، جاپان، فلپائین، ہانگ کانگ، تھائی لینڈ، چین، امریکہ، افغانستان، بنگلہ دیش اور بھارت کا تبلیغی دورہ کیا اور ہر جگہ، ہر عنوان اور ہر میدان میں اپنی بہترین صلاحیتوں، جذبات، اخلاص اور بلند پایہ علمی مقام اور بے مثال تجربوں کی روشنی سے منور فرمایا۔آپ کی تحریریں ادب عالیہ کا عظیم شاہکار ہیں۔

علامہ شہید نہایت وسیع القلب انسان تھے۔تنگ نظری انہیں چھو کر بھی نہیں گزری تھی اور وہ بلاشبہ اس دور قحط الرجال میں مسلمانان پاکستان کیلئے گوہر شب چراغ تھے۔ان کی شہادت سے اہل پاکستان اور خصوصاً جماعت اہلحدیث کو جو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے اس کا پر ہونا مشکل ہے۔بلاشبہ ایسی نادرہ روزگار ہستیاں ہمیشہ پیدا نہیں ہوتی ہیں۔جو اپنا راحت وآرام تج کر کے ملت کے مسائل کو حل کرنے میں دیوانہ وار مصروف ہوں۔

اب نہ آئے گا نظر ایسا کمالِ علم وفن
گو بہت آئیں گے دنیا میں رجال علم وفن

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید دردمند رہنما، مذہب وسیاست کے مجمع البحرین، عربی، فارسی انگریزی اور اردو کے مایہ ناز مقرر وخطیب، منصف وادیب، سوز وزبان سے لاپرواہ ہو کر حق بولنے کی ہمت وجرات رکھنے والے مرد آہن قرون وسطیٰ کی ممتاز خصوصیات اور اوصاف کا مجموعہ اور امیر ہمتائی کے تصوراتی شعر کی صحیح معنوں میں عملی تفسیر۔

خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید عربی، فارسی، انگریزی اور اردو کے بلند پایہ مصنف تھے۔آپ کی تصانیف کا موضوع ''فرق'' ہے۔آپ نے مختلف فرق باطلہ کی تردید اور ان کے عقائد سے متعلق عربی، فارسی، انگیریزی اور اردو میں کتابیں تصنیف کیں۔آپ کی تصانیف جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ (سعودی عرب) اور دیگر اسلامی ممالک کی یونیورسٹیوں کے نصاب میں داخل ہیں۔

جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کو منظم اور فعال بنانے میں علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی سعی وکوشش کو بہت زیادہ دخل ہے۔علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید نے اپنی زندگی کو دینی وعلمی کاموں کیلئے وقف کر دیا تھا۔انہوں نے مولانا سید داؤد غزنوی، شیخ الحدیث مولانا محمد اسمعیل سلفی، مولانا محمد حنیف ندوی، شیخ العرب والعجم استاد العلماء حضرت حافظ محمد محدث گوندلوی اور مولانا محمد عطاء اللہ حنیف وغیرھم کو نہ صرف دیکھا تھا بلکہ صحیح طور پر انکے جانشین تھے۔

سیاسی میدان میں ان کا رشتہ تحریک استقلال سے رہا۔لیکن اس جماعت سے (٦) سال وابستہ رہنے کے بعد علیحدگی اختیار کر لی۔علامہ احسان الٰہی ظہیر شہید کی شخصیت کے اتنے پہلو ہیں کہ ان سب کو اجاگر کرنا تو مستقل کتاب کا موضوع ہو سکتا ہے، وہ ایک عالم دین، ایک مفکر، ایک سیاسی قائد اور ایک انسان کی حیثیت سے ایک پوری دنیا اپنے اندر بسائے ہوئے تھے۔ان کی شہادت اہل علم اور حقیقت شناس افراد محسوس کر رہے ہیں کہ۔

مدت کے بعد ہوتے ہیں پیدا کہیں وہ لوگ
مٹتے نہیں ہیں دہر سے جن کے نشاں کبھی

شہید اسلام

علامہ احسان الٰہی ظہیر

رحمۃ اللہ علیہ

محمد رمضان یوسف سلفی

شہید ملت علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام کی قدآور اور عظیم المرتبت علمی شخصیت تھے۔ انہوں نے مختصر عرصے میں علمی دنیا میں نام پیدا کیا اور بے پناہ شہرت حاصل کی۔ وہ دینی علوم وفنون کے علاوہ عصری علوم سے بھی پوری طرح آگاہ تھے۔ دین، سیاست، صحافت، خطابت اور تحریر وتصنیف میں ان کا نام تھا۔ وہ شعلہ نوا مقرر، بلند پایہ مصنف، اونچے درجے کے سیاست دان اور صاحب نظر عالم دین تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو زبان وبیان اور علم وعمل کی بہت سی خوبیوں سے بہرہ ور کیا تھا۔ وعظ وتقریر اور تحریر وتصنیف کے ذریعے انہوں نے بہت سے افراد کے عقائد باطلہ کی درستی کی اور انہیں توحید وسنت کی راہ دکھائی۔

علامہ شہید جس جگہ بیٹھتے اپنے تبحر علمی اور بھاری بھرکم شخصیت سے لوگوں کو متاثر کر کے اپنا دیوانہ بنا لیتے۔ مسلک اہلحدیث کے معاملے میں وہ نہایت حساس اور نازک خیال رکھتے تھے۔ اس سلسلے میں وہ بڑے بڑوں کی پرواہ کرتے اور مسلک اہلحدیث کے دفاع کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ بلاشبہ علامہ شہیدؒ نے اسلام کی تعلیمات کو پھیلانے اور مسلک اہلحدیث کی فکر کو اجاگر کرنے کیلئے اپنی حیات مستعار کے لیل ونہار اس نیک کام میں لگا دیئے۔ اور اسی نیک مشن میں آپ شہادت کے عالی مقام پر فائز ہوئے۔

علامہ شہید 31 مئی 1940ء کو پنجاب کے تاریخی اور مردم خیز شہر سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔ سیالکوٹ ہمیشہ علم وآگہی، تہذیب وتمدن اور صنعت وحرفت کا مرکز رہا ہے۔ اس شہر کی مشت خاک سے ہمیشہ عبقری رجال اور نابغہ عصر شخصیات نے جنم لیا ہے۔ ملاں عبدالحکیم، ملاں محمد افضل، علامہ اقبال، حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، مولانا حکیم محمد صادق سیالکوٹی اسی سرزمین سیالکوٹ کے درخشندہ اور تابندہ ستارے ہیں۔ ہمارے ممدوح علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ نے اسی ہنگامہ خیز شہر میں شعور کی آنکھ کھولی اور پھر علم وفضل کی منزلیں طے کرتے شہرت کی بلندیوں پر متمکن ہوئے۔

علامہ شہید کے والد حاجی ظہور الٰہی مرحوم نہایت نیک، عابد، زاہد اور شب زندہ دار انسان تھے۔ انہوں نے اپنے اس لخت جگر کی دینی ماحول میں عمدہ تربیت کی اور انہی دینی تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا۔ علامہ شہید نے حفظ قرآن کے بعد جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ اور جامعہ سلفیہ فیصل آباد سے دینی تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد آپ اعلیٰ دینی تعلیم کیلئے مدینہ طیبہ تشریف لے گئے اور وہاں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں چار سال زیر تعلیم رہ کر 1967ء میں وہاں سے سند فراغت حاصل کی۔ آخری سال آپ جامعہ اسلامیہ کے تمام طلباء سے سالانہ امتحان میں اول رہے۔ آپ نے جن فحول علمائے کرام اور اساتذہ عظام سے تحصیل علم کیا ان کے نام یہ ہیں۔ حضرت العلام حافظ محمد گوندلوی، شیخ الحدیث مولانا ابوالبرکات احمد، علامہ ناصر الدین البانی، شیخ محمد امین الشنقیطی، شیخ عبدالقادر شیبۃ الحمد مصری، شیخ عطیہ محمد سالم، الشیخ عبدالعزیز بن باز اور شیخ عبدالمحسن العباد۔

علامہ شہیدؒ ذہین طبع طالب علم تھے زمانہ طالبعلمی میں ہی ان کی علمی صلاحیتیں نمایاں ہونا شروع ہو گئی تھیں۔ دوران تعلیم جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ آپ نے رد مرزائیت پر ''القادیانیت'' تصنیف کی اور شہرت دوام حاصل کر لی تھی۔ اس کے باعث آپ جہاں بھی جاتے قدر کی نگاہ سے دیکھے جاتے۔ آپ دین اسلام کی اشاعت کا بے پناہ جذبہ رکھتے تھے۔ 1967ء میں جب آپ مدینہ طیبہ سے تحصیل علم کر کے وطن عزیز پاکستان تشریف لائے تو یہاں اس وقت جماعت اہلحدیث کی حالت زار دیکھنے کے قابل تھی۔ فرقہ باطلہ کی اہلحدیث پر ''کرم فرمائیاں'' عروج پر تھیں، جبکہ اہلحدیث خود کو اہلحدیث کہلوانے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے تھے۔

دوسری طرف مرزائی امت نے اہلحدیث کے خلاف تحریر ونگارش سے دشنام طرازی کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ چنانچہ علامہ شہید نے حالات کا جائزہ لیا اور پھر وہ عزم و ہمت سے اپنے مشن میں سرگرم عمل ہو گئے۔ انہوں نے اپنی فکر کو عملی جامہ پہناتے ہوئے جستجو کا آغاز کیا۔ آپ نے اپنی پرشکوہ، بے باک خطابت کے پراثر مواعظ سے برسوں سے محو خواب اہل حدیثوں کو جھنجوڑا اور انہیں خواب غفلت سے جگایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگ جوق در جوق علامہ کے ساتھ